انشاءاللہ اس سال قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں
۲۳ تا ۲۸ مارچ ۸۵ء روزانہ بعد نماز مغرب
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
کے زیر اہتمام سالانہ

محاضراتِ قرآنی

کا موضوع :

"قرآن کا تصوّرِ فرائض دینی"

ہوگا، جس میں ان شاء اللہ العزیز جملہ مکاتبِ فکر کے جیّد علماءِ کرام حصّہ لیں گے۔

ذیلی عنوانات
عبادتِ رب، شہادت علی النّاس، اقامت دین
جہاد فی سبیل اللہ، التزام جماعت، بیعت سمع و طاعت

ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے !

(نوٹ : خواتین کی شرکت کے لئے پردے کا اہتمام ہو گا !)

عریضہ بنام علماءِ کرام

محترم و مکرم جناب ____________

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ـــــ مزاج گرامی!

جناب کے علم میں ہے کہ راقم الحروف اللہ کی کتابِ حکیم کا ایک ادنیٰ طالب علم اور اس کے دینِ متین کا ایک حقیر خادم ہے۔ اُس نے ایک انجمن "مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور" کے نام سے ۱۹۷۲ء میں قائم کی تھی جس کا وہ تاحیات صدر ہے۔ اور ایک دینی جماعت "تنظیم اسلامی" کے نام سے ۱۹۷۵ء میں قائم کی تھی جس کا وہ امیر ہے!

انجمن کے کُل وابستگان اور تنظیم کے تمام رفقاء کار، ظاہر ہے کہ، راقم ہی کے دروسِ قرآن، اور تحریروں اور تقریروں سے متأثر ہو کر راقم کے معاون و مددگار بنے ہیں ـــــ لیکن، الحمدللہ، کہ میرا مزاج ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ اپنے رفقاء و معاونین کو صرف اپنے ہی فہم و فکر کے حصار میں محصور نہ رکھوں۔ بلکہ وسیع تر حلقے سے ذہنی و فکری استفادے کی تلقین بھی کروں اور اس کے مواقع بھی پیدا کروں ـــ چنانچہ انجمن کے زیرِ اہتمام جو سالانہ "قرآن کانفرنسوں" اور "محاضراتِ قرآنی" کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا ہے اور اُن میں جملہ مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور اصحابِ علم و فضل حصہ لیتے رہے ہیں تو اس سے دوسرے مقاصد کے ساتھ ساتھ یہ مقصد بھی پیشِ نظر رہا ہے کہ وابستگانِ انجمن اور رفقاءِ تنظیم کا ذہنی افق وسیع ہو اور وہ جس راہ پر چلیں "علیٰ وجہ البصیرت" چلیں!

اس سال "محاضراتِ قرآنی" کے ضمن میں راقم نے طے کیا ہے کہ اصحابِ علم و فضل کو اپنے دینی فکر، بالخصوص **"تصوّرِ فرائضِ دینی"** پر تنقید کی دعوت دے تاکہ اگر انہیں اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو اُس کی نشاندھی فرمائیں، بصورتِ دیگر تائید و تصویب سے نوازیں، ـــــ اِس مقصد کے لئے راقم نے اپنی دینی سوچ، خصوصاً اپنے تصوّرِ فرائضِ دینی کا ایک "خلاصہ"

مرتب کیا ہے جو جناب کی خدمت میں اس عریضے کے ساتھ ارسال ہے!

جیسے کہ جناب منسلکہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے راقم کا "تصورِ فرائضِ دینی" **چھ عنوانات** کے ذیل میں مندرج ہے: تین اساسی فرائض، اور تین ان کے لوازم، ــــ ادھر محاضرات بھی ان شاء اللہ **چھ یوم** جاری رہیں گے۔ بنا بریں مناسب تقسیم یہ رہے گی کہ روزانہ ایک ایک عنوان زیرِ بحث آئے، چنانچہ اگر جناب ان میں سے کسی ایک عنوان پر اظہارِ خیال فرمانا چاہیں تو اگر دنوں کی ترتیب کے لحاظ سے پروگرام بنائیں تو انسب ہوگا، اگر بحیثیت مجموعی پورے تصورِ فرائض پر گفتگو کرنی مقصود ہو تو وہ کسی بھی دن کی جا سکے گی۔ بہرحال اس ضمن میں کوئی چیز بھی "شرط" کے درجے میں نہیں ہے!

اسی طرح "ان شاء اللہ العزیز" سوائے ایک وقت کی پابندی کے اور کوئی پابندی کسی مقرر پر نہیں ہوگی اور آزادانہ اظہارِ خیال کا پورا موقع ہوگا ـــ اس ضمن میں اس بات کی وضاحت بھی مناسب ہے کہ ان اجتماعات میں راقم خود بھی سراپا گوش رہے گا اور امکانی حد تک "استفادے" کی کوشش کریگا اور صورت ہرگز کسی بحث مباحثے کی نہیں بنے گی۔

آخر میں جناب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اپنی گوناگوں مصروفیات اور تمام تر مشاغل کے باوجود اس کام کے لئے ضرور وقت نکالیں۔ اس لئے کہ کسی دینی خدمت و تحریک کی بروقت رہنمائی، خصوصاً جبکہ اُس کا محرک و داعی خود اس کے لئے مستدعی ہو ایک اہم دینی فریضہ ہے! ـــ بصورتِ دیگر میں اپنے آپ کو یہ کہنے میں حق بجانب سمجھتا ہوں کہ میری جانب سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ پر ایک حجت قائم ہو جائے گی کہ میں نے تو رہنمائی چاہی تھی جناب ہی نے توجہ نہ فرمائی، فقط والسلام مع الاکرام۔

رہنمائی کا طالب، خاکسار اسرار احمد عفی عنہٗ

لاہور - ۱۲ر فروری ۸۵ء

(نوٹ: یہ عریضہ کم و بیش یک صد علمائے کرام کی خدمت میں ارسال کیا گیا)

میرے تصوّرِ فرائضِ دینی کا خلاصہ

★ **تمہید**: انسانی شخصیت کے دو[2] رُخ ہیں: ایک[1] علم دوسرے[2] **عمل** اسلام میں علمِ صحیح کا مظہرِ اتم 'ایمان' ہے جبکہ عملِ صحیح کی اساس 'تصوّرِ فرائض' پر قائم ہے۔ ایمان، انسان کو علمِ حقیقت ہی عطا نہیں فرماتا، صحیح محرّک عمل بھی دیتا ہے، اس اعتبار سے اوّلین اہمیت اسی کی ہے، چنانچہ ایمان کی ماہیت، اس کی تفاصیل، اس کے درجات، اس کے حصُول کے ذرائع اور اس کے لوازم و ثمرات اہم ترین موضوعات ہیں لیکن موجودہ محاضرات میں اصل بحث ان پر نہیں بلکہ 'تصوّرِ فرائضِ دینی' پر ہے!

★ راقم کے نزدیک ایک مسلمان کے '**اساسی دینی فرائض**' **تین[3] ہیں:**

(۱) ایک یہ کہ وہ خود صحیح معنی میں اللہ کا بندہ بنے!

☆ اس کے لئے چار اساسی اصطلاحات ہیں: اسلام[1]، اطاعتِ[2] خدا و رسُول[؟]، تقویٰ[3] اور **عبادت[4]**۔

☆ یہ کیفیات انسان میں ہمہ تن، ہمہ وقت اور ہمہ وجوہ مطلوب ہیں نہ کہ جُزوی یا جز وقتی —— الّا یہ کہ کبھی غفلت کے باعث یا جذبات کی رَو میں بہہ کر یا ماحول کے اثرات سے مغلوب ہو کر کوئی غلط حرکت سرزد ہو جائے، تو اس پر فوری توبہ اللہ کے یہاں لازماً مقبول ہوگی (النساء: ۱۷) —— اس کے برعکس اگر جان بوجھ کر کوئی ایک 'معصیت' بھی مستقل طور پر اختیار کر لی گئی اور اس پر توبہ کی بروقت توفیق نہ ملی تو اس سے نہ صرف تمام نیکیوں کے ضائع چلے جانے بلکہ جہنم میں داخلے، حتّٰی کہ 'خلود فی النّار' تک کا اندیشہ ہے (البقرہ: ۸۱) الّا یہ کہ حقیقی اور واقعی '**اضطرار**' ہو!!

(۲) دوسرے یہ کہ دُوسروں کو حتّی المقدور اسلام کی تبلیغ کرے اور دین کی دعوت دے!

☆ اس کے لئے یوں تو بے شمار اصطلاحات ہیں جیسے انذار، تبشیر

تذکیر، وعظ، نصیحت، وصیت، تعلیم، تبیین، تلقین۔

☆ لیکن اہم تر اصطلاحات چار ہی ہیں: تبلیغ، دعوت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور **شہادت علی الناس**۔

☆ یہ خود انسان کی اپنی شرافت و مروّت کا تقاضا بھی ہے اور اَبنائے نوع کی ہمدردی و خیرخواہی کا تقاضا بھی، لیکن سب سے بڑھ کر یہ سیدالمرسلین **محمدؐ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر **ختمِ نبوت** کا منطقی نتیجہ ہے کہ اب تا قیامِ قیامت تمام انسانوں پر اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے اتمامِ حجت یعنی "شہادت علی الناس" کی ذمہ داری بحیثیتِ مجموعی اُمتِ محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کندھوں پر ہے!

(۳) تیسرے یہ کہ وہ اللہ کے کلمے کی سربلندی اور اس کے دینِ حق کے بالفعل قیام اور غلبے کے لئے تن، من، دھن سے کوشاں ہو۔

★ اس کیلئے قرآن حکیم کی چار اساسی اصطلاحات ہیں: تکبیرِ ربّ، اِقامتِ دین، اظہارِ دینِ الحق علی الدین کلّہٖ، اور لِیکون الدین کلہٗ للّٰہ'

★ حدیث نبویؐ میں ایک پانچویں اصطلاح وارد ہوئی ہے: لِتکون کلمۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ــــ اور

★ تین عام فہم تعبیرات ہیں: قیامِ حکومتِ الٰہیہ، نفاذِ نظامِ اسلامی' اور **اسلامی انقلاب**!

مندرجہ بالا تینوں فرائض کی باہمی نسبت اور اُنکے ایمان اور ارکانِ اسلام کے ساتھ ربط و تعلق ایک ایسی سہ منزلہ عمارت کی مثال سے خوب واضح ہوجاتا ہے جس کی ــــ (i) ایک زیرِ زمین بنیاد ہے جو نظر نہیں آتی لیکن پوری عمارت کی مضبوطی اور پائیداری کا دارومدار اسی پر ہے۔ (ii) اسی بنیاد کا ایک حصہ زمین سے باہر ہے جو نظر آتا ہے جسے عرفِ عام میں 'کرسی' اور انگریزی میں PLINTH کہتے ہیں۔ (iii) پہلی منزل پر صرف چار ستون ہیں، دیواریں تعمیر نہیں کی گئیں، ظاہر ہے کہ اوپر کی پوری تعمیر کا وزن ان ہی کے ذریعے بنیاد تک پہنچتا ہے (iv) ان ستونوں پر پہلی چھت قائم ہے (v) دوسری چھت بھی اگرچہ ان ستونوں ہی پر قائم

ہے لیکن دیواروں کی تعمیر کے باعث ستون نظر نہیں آتے (۷) اس کے اوپر تیسری اور آخری چھت ہے اور اُس کا بھی معاملہ یہی ہے ——— !

اس مثال میں : (۱) زیرِ زمین بنیاد — ایمان کا "تصدیق بالقلب" والا حصّہ یعنی یقینِ قلبی ہے ! (ب) بنیاد کا نظر آنے والا حصّہ ——— "اقرار باللسان" ——— یعنی کلمۂ شہادت ہے ! (ج) چار ستون چار عبادات کی نمائندگی کرتے ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج - (د) پہلی چھت اسلام، اطاعت، تقویٰ اور عبادت کی نمائندگی کرتی ہے (ھ) دوسری چھت — تبلیغ، دعوت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور شہادت علی النّاس سے عبارت ہے ——— اور (و) تیسری اور آخری چھت تکبیرِ ربّ، اقامتِ دین، اظہارِ دین، اعلاءِ کلمۃ اللہ یا قیامِ حکومتِ الٰہیہ کی مظہر ہے ! واللہ اعلم !!

★ اِن تین اساسی فرائض سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تین لوازم لابدّ منہ ہیں : (۱) دوامِ جہاد فی سبیل اللہ، جس کا ظہور :

★ فریضۂ اوّل کے ضمن میں (i) نفسِ امّارہ (ii) شیطانِ لعین اور اُس کی ذریّتِ صلبی و معنوی اور (iii) بگڑے ہوئے معاشرے کے غلط رجحانات اور دباؤ ——— کے خلاف جدّوجہد اور زور لگانے کی صورت میں ہوتا ہے اور حدیثِ نبویؐ کی رُو سے یہی **افضل الجہاد** ہے

★ فریضۂ ثانی کے ضمن میں دعوت و تبلیغ کے لئے جان و مال کھپانے کی صورت میں ہوتا ہے، اور

★ فریضۂ ثالث کے ضمن میں سر دھڑ کی بازی لگانے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر باطل کی قوتوں سے 'بالفعل' اور 'بالید' پنجہ آزمائی کی صورت میں ہوتا ہے جس کے لئے تن، من، دھن لگا دینے کا عزم، حتّٰی کہ جان دیدینے کی 'آرزو' کا ہونا لازمی ہے !

گویا جہاد کی پہلی منزل مجاہدہ مع النفس اور آخری منزل قتال فی سبیل اللہ ہے !

واضح رہے کہ اِسی کا 'منفی پہلو' ہجرت ہے،

چنانچہ اسکی بھی پہلی منزل "اَنْ تَھْجُرَ مَا کَرِہَ رَبُّکَ" ہے اور آخری یہ کہ اقامتِ دین کی جدوجہد میں وقت آنے پر گھربار، مال و منال اور اہل و عیال کو چھوڑ کر نکل جایا جائے!

جہاد کی پہلی دو منزلوں کے لئے اصل آلہ و ہتھیار قرآن مجید ہے یعنی 'جہاد بالقرآن'، چنانچہ 'مجاہدہ مع النفس' کا موثر ترین ذریعہ ہے قرآن کے ساتھ قیام اللیل یا تہجّد! اور دعوت و تبلیغ کا پورا عمل بھی قرآن حکیم ہی کی اساس پر اور اسی کے ذریعے ہونا چاہیے!! -

تیسری اور آخری منزل پر عہد حاضر میں 'جہاد بالید' کی موزوں ترین صورت فواحش و منکرات کے خلاف 'پُرامن مظاہرے' ہیں، لیکن اس میں نوبت فقہاء کرام کی طے کردہ شرائط کے تحت 'قتال یعنی 'جہاد بالسیف'' تک بھی آ سکتی ہے۔

(۲) لزومِ اجتماعیت، جس کا تقاضا:

★ فریضۂ اوّل کے ضمن میں صرف صحبتِ صالح (بلحوائے: "کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ") سے بھی پورا ہو سکتا ہے!

★ اسی طرح فریضۂ ثانی کے ضمن میں درسگاہوں، اداروں، انجمنوں اور سوسائٹیوں سے پورا ہو سکتا ہے!

★ لیکن فریضۂ ثالث کے ضمن میں 'سمع و طاعت فی المعروف' کے ٹھیٹھ اسلامی اور عسکری اصول پر مبنی جماعت کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا (اور یہی مراد ہے آنحضورؐ کے ان الفاظ مبارکہ سے کہ: "اَنَا اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ: بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" (احمدؒ و الترمذیؒ عن الحارث الاشعریؓ)

(۳) 'بیعت' ـــــ جو: ـــــ

★ پہلے دو فرائض کے ضمن میں 'بیعتِ سلوک و ارشاد' کی صورت

بس کفایت کرتی ہے ۔ **لیکن**

★ فریضۂ ثالث کے ضمن میں 'بیعتِ سمع و طاعت فی المعروف' کی صورت لازمی و لابدی ہے! چنانچہ اس کا لزوم ثابت ہوتا ہے مسلم کی روایت (عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارکہ وارد ہوئے ہیں کہ "مَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً ــــ !" ــــ واضح رہے کہ دو ہی صورتیں ممکن ہیں: (i) اگر کم سے کم شرائط و معیارات پر اترنے والا صحیح اسلامی نظامِ حکومت قائم ہے تو اُس کے سربراہ سے بیعت سمع و طاعت ہوگی ــــ اور (ii) اگر ایسا نہیں ہے تو صحیح اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد کرنے والی جماعت کے امیر کے ہاتھ پر بیعتِ سمع و طاعت ہوگی ــــ

★ چنانچہ: (۱) 'انجمن خدّامُ القرآن' کا مقصد ہے 'جہاد بالقرآن'، یہی وجہ ہے کہ ۷۲ء میں اس کے قیام کے وقت اس کے جو 'اغراض و مقاصد' معین ہوئے وہ یہ تھے: (۱) عربی زبان کی تعلیم و ترویج (۲) قرآن مجید کے مطالعہ کی عام ترغیب و تشویق (۳) علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت، (۴) ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلم قرآن کو مقصدِ زندگی بنالیں ــــ اور (۵) ایک ایسی 'قرآن اکیڈمی' کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے، اور

(۲) 'تنظیمِ اسلامی' ہے 'جملہ دینی فرائض' کی انجام دہی کے لئے 'بیعتِ ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ و سمع و طاعت فی المعروف' پر مبنی خالص دینی جماعت !!

میں نے اپنا مافی الضمیر کھول کر بیان کر دیا ہے اب علماءِ کرام اور اصحابِ دانش کا فرض ہے کہ رہنمائی فرمائیں! خاکسار اسرار احمد